

(قسط دوم)

پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی

خلافت و ملوکیت

خلافت کی مروجہ تقسیم

بنو عباس کے دور میں مؤرخین نے جو کتب تحریر کیں ان میں عہد خلافت کی تقسیم اس طرح کی گئی:

- (۱) عہد خلافت راشدہ ۱۱ھ سے ربیع الاول ۴۱ھ تک (حضرت ابو بکرؓ تا حضرت حسنؓ) دار الخلافہ مدینہ اور کوفہ۔
- (۲) عہد خلافت بنو امیہ ۲۵ ربیع الاول ۴۱ھ سے ۱۳۲ھ تک۔ دار الخلافہ دمشق۔
- (۳) عہد خلافت بنی عباسؓ ۱۳۲ھ سے ۶۵۶ھ تک دار الخلافہ بغداد۔
- (۴) عہد خلافت بنی عباسؓ ۶۵۸ھ سے ۹۲۳ھ تک دار الخلافہ قاہرہ مصر۔
- (۵) عہد خلافت عثمانیہ ۹۲۳ھ سے ۱۳۴۲ھ تک۔ دار الخلافہ استنبول (قسطنطنیہ)۔

اسی دوران خلفائے بنو امیہ نے اندلس میں اور خلفائے بنی فاطمہ نے مصر میں اپنا الگ مرکز قائم کیا۔ ان کے علاوہ جن چند حکمرانوں نے اپنا تعلق مرکز خلافت سے توڑا بھی۔ مگر پھر بھی انہوں نے خلیفہ وقت سے حکمرانی کی سند اور خلعت ضرور حاصل کی۔ اور اپنا روحانی رشتہ مضبوط یا برائے نام خلافت بنی عباس یا خلافت عثمانی سے بحال رکھتے ہوئے اسے ہمیشہ مسلمانوں کا مرکز خیال کیا۔

مولانا سید عبدالقدوس ہاشمی لکھتے ہیں کہ: ”یہ اصطلاح کہ حضرت معاویہؓ سے لے کر مروان ثانی تک سب کو خلفائے بنی امیہ کہا جائے۔ عہد عباسی کے خوشامدیوں نے بنائی ہے۔ تاکہ عباسیوں کی خوشنودی حاصل کریں، ورنہ تاریخی اور عقلی دونوں بنیادوں پر یہ اصطلاح غلط ہے۔ اگر مقصود یہ ہے کہ یہ سب امیہ بن عبد شمس کی اولاد میں سے تھے، تو حضرت عثمانؓ بھی امیہ بن شمس کی اولاد میں سے تھے۔ خلافت بنی امیہ میں انہیں کیوں نہ شمار کیا گیا اور اگر مقصود یہ ہے کہ سارے بنو امیہ ان کے طرف دار تھے تو تاریخی طور پر یہ بھی غلط ہے۔ بہت سے بنو امیہ نے ان کے خلاف ہو کر جنگیں کی تھیں۔ اس لئے صحیح یہی ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ کو طالین۔ حضرت معاویہؓ اور یزید اول کو سفیانین اور مروان اول سے مروان ثانی تک کے بارہ خلفاء کو مروانین کہا جائے۔“ (خلافت اسلامیہ ص ۲۷)

موصوف کے بارے میں پیر کرم شاہ الازہری (رحمہ اللہ) نے بھی یہ لکھا ہے کہ: ”مولانا سید عبدالقدوس ہاشمی عالم دین ہونے کے علاوہ فن تقویم میں بھی ید طولی رکھتے تھے۔“ (ضیاء النبی۔ جلد دوم ص ۳۸)

دارالعلوم دیوبند کے ایک فاضل استاذ جناب مولانا حامد الانصاری غازی (مرحوم) نے خلافت اسلامیہ کے پورے دور کو اپنے ذوق سلیم کے مطابق اس طرح ترتیب دیا ہے۔

اسلامی دور حکومت: سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے عصر ظہور ۵۷۱ء سے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے دور تک اسلامی حکومت کا حقیقی اور اصطلاحی دور ہے۔ اس عرصہ میں اسلام کی حکم برداری کے قوانین حاکمیت کے اصول اور حکومت کے طرز سے دنیا کو مکمل طور پر تعارف حاصل ہوا..... ایک عالمگیر نظام حکومت، عالمگیر تحریری قانون، عالمگیر قوم، عالمگیر صلاح و فلاح کے لئے بروئے کار آیا۔ جس کی قوت سے نپولین کے قول کے مطابق ”نصف صدی میں نصف دنیا کو فتح کر لیا گیا“ اور ایک ایسی حکومت قائم کی گئی جس کے اصول اور عمل میں مکمل مطابقت تھی.....

اسلامی دور اور مسلمانوں کے دور کی حدود تاریخی اعتبار سے حسب ذیل ہیں:

اسلامی دور: خلافت الہی سید کونین پیغمبر اعظم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نیابتی حکومت کا عہد باسعادت ۶۱۰ء سے ۶۳۲ء (۱۱ھ) تک۔

خلافت محمدی دور اول: سیدنا صدیق اکبرؓ کا عہد حکومت ۶۳۲ء (۱۱ھ) سے ۶۳۴ء (۱۳ھ) تک۔

خلافت محمدی دور دوم: سیدنا فاروق اعظمؓ کا زمانہ امارت ۶۳۴ء (۱۳ھ) سے ۶۴۴ء (۲۴ھ) تک۔

خلافت محمدی دور سوم: سیدنا عثمان غنیؓ کا زمانہ امارت ۶۴۴ء (۲۴ھ) سے ۶۵۵ء (۳۵ھ) تک۔

خلافت محمدی دور چہارم: سیدنا علی مرتضیٰؓ کا زمانہ امارت ۶۵۵ء (۳۵ھ) سے ۶۶۱ء (۴۱ھ) تک۔

مسلمانوں کا دور: خلافت بنی امیہ: خلافت بنی امیہ کی حکومت دمشق میں ۶۶۱ء (۴۱ھ) سے ۷۵۰ء (۱۳۲ھ) تک

امارت بنی امیہ: اندلس میں ۷۵۶ء (۱۳۹ھ) سے ۱۰۳۱ء (۴۲۲ھ) تک۔

خلافت عباسیہ: عباسیوں کی حکومت ۷۵۰ء (۱۳۳ھ) سے ۱۲۰۸ء (۶۰۵ھ) تک

خلافت فاطمیہ: فاطمی شیعان علیؓ کی حکومت مصر اور حکومت بربر ۲۹۷ھ سے ۵۶۷ھ تک

خلافت عثمانیہ: عثمانی ترکوں کی حکومت ۱۲۹۹ء (۶۹۹ھ) سے ۱۹۱۸ء (۱۳۳۹ھ) تک

مغلیہ سلطنت: ہندوستان میں مغلوں کی حکومت ۱۵۲۶ء سے ۱۸۵۷ء تک۔ موجودہ دور کی مسلم حکومتیں بھی اس تاریخی سلسلہ میں داخل ہیں۔ (اسلام کا نظام حکومت ص ۱۳، ۱۴۔ ناشر مکتبہ الحسن۔ لاہور)

موصوف اپنی کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: ”اغلب یہ ہے کہ اس موضوع پر اس قسم کی کوئی کتاب آج تک اس طرز پر نہیں لکھی گئی..... اس کتاب میں مستند معلومات کا جو ذخیرہ فراہم کیا گیا ہے اور اس سے جو نتائج پیدا کئے گئے ہیں وہ آنے والے دور کے مصنفین اور علماء کے تصنیف کام کے لئے مآخذ قرار پاسکیں گے۔“ (ایضاً ص ۱۶)

موصوف اسی کتاب میں آگے چل کر لکھتے (بلکہ تہرا کرتے) ہیں کہ:

”حضرت معاویہؓ نے اشرقت اور تدبیر سے یزید کی ولی عہدی کو منظور کرایا..... اس انتخاب کے خون آشام نتائج خود یہ کہتے ہیں کہ یہ تقرر امت کے لئے دلیل نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ حضرت معاویہؓ یورپین شہنشاہوں کے پڑوس میں مسلمانوں کے اقتدار قائم کر رہے تھے ان کا یہ قول بھی دماغ میں رہنا چاہیے۔ ”ہم نے شہنشاہیت اور سلطنت“ پر قناعت کر لی ہے۔ اس قول کے بعد راہ صاف ہو جاتی ہے، ایک ایسی عالمگیر قوم جو انسانیت کو دعوت، قانون رحمت اور خلافت راشدہ کے طرز پر منظم کرنا چاہتی ہے۔ چہنشاہیت پر قناعت نہیں کر سکتی بعد کے زمانہ میں بنی امیہ اور بنی عباس کے اقتدار میں اسلام کیلئے جو پر جوش کارنامے انجام پائے اس سے انکار کئے بغیر ولی عہدی کے رواج کو جائز تسلیم نہیں کیا جاسکتا.....“

آنحضرت ﷺ نے گیارہ سال تک ”امامت کبریٰ“ کی پیغمبرانہ ذمہ داریوں کو پورا کیا۔ آپ ﷺ کے بعد صدیق اکبرؓ نے دو برس، فاروق اعظمؓ نے دس برس، عثمان غنیؓ نے گیارہ برس، علی مرتضیٰؓ نے چھ برس امارت شوریٰ اور خلافت راشدہ کو زندہ رکھا تاریخ عالم کے یہ چاروں بڑے اصحاب صاحب اولاد تھے۔ مگر انہوں نے خدا کی حکومت کی حکم برداری میں شاہی تاج و تخت کو نگاہ غلط سے بھی نہ دیکھا۔ آخر اسلامی تاریخ کا سب سے زیادہ مکروہ واقعہ رونما ہوا، یہ روشنی جلد تاریکی سے بدل گئی، اور فرمان ”لا نسرث ولا نودث“ کے خلاف امارت شوریٰ کی جگہ پھر مطلق العنان شاہی نے لے لی۔ دن ڈوب گیا پھر رات آئی، وہی جو ہر جو بادشاہوں کے تاج سے بھی زیادہ قیمتی تھا مٹی ہو گیا۔ وہ لوگ جو خدا کے حکم پر تیر کی طرح گئے۔ بجلی کی طرح گرے۔ اور قیصر و کسریٰ کے تاج چھین کر ہوا کی طرح واپس آئے ان کے جانشین رومیوں کے ایک چھوٹے سے پایہ تخت (دمشق) میں پہنچ کر قیصر کی شہنشاہیت کا شکار ہو گئے۔ تمام پرانے شاہی خاندان و اشکانی، پیشدادی، ساسانی، یونانی، رومی، مٹ گئے۔ اور ان کی جگہ اموی، عباسی، فاطمی، غزنوی، خلجی، تغلق، تیموری (مغل) (تاتاری (ترکان عثمانی) تخت شاہی پر آ گئے۔ ۱۲۲۲ء سے ۱۲۱۷ھ تک چالیس سال کا زمانہ منہاج نبوت اور سیاست شوریٰ کے مطابق گذرا۔ اس کے بعد چودہ سو سال کے اس تاریخی جنگل میں کسی مرد خدا کو یہ خیال نہیں آیا کہ اسلام کا نظام حکومت اپنی اصل قانونی حکومت کے اعتبار سے خدا کے دستور، نبوت کے قائم کردہ معیار اور حکومت راشدہ کے اساسی اصول سے ہٹ چکا ہے۔

(اسلام کا نظام حکومت ص ۲۵۳-۲۵۶)

جناب غازی صاحب کے اس مرثیے اور بدترین تبرے پر کیا تبصرہ جاسکتا ہے۔ اس کی زد سے تو اصحاب پیغمبرؐ اور شاگردان نبیؐ آخر الزمان بھی نہ بچ سکے بلکہ سوائے ملت سبائیہ کے ملت اسلامیہ کا کوئی فرد محفوظ نہ رہا۔ دراصل یہودیت و سبائیت کے دودھ سے پلے ہوئے یہ وہی زہر ناک، دہشت ناک اور خونی ناگ ہیں، جو ہمیشہ سے اور ہر روپ میں اہلسنت

کوڑستے چلے آرہے ہیں۔

خلافت راشدہ

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ لکھتے ہیں کہ: ”خلافت راشدہ اس حکومت اور ریاست کو کہتے ہیں کہ جس کا تمام ملکی اور ملی نظام منہاج نبوت پر ہو اور جس میں آنحضرت ﷺ کی نیابت کے طور پر وہ امور انجام دیئے جائیں جنہیں آنحضرت ﷺ بحیثیت پیغمبری انجام دیتے رہے مثلاً اقامت دین، اقامت جہاد، بدشمنان دین، اقامت حدود شرعیہ، اقامت ارکان اسلام، احیائے علوم دینیہ مثلاً قضاء و افتاء وغیرہ۔ غرض یہ کہ اس حکومت کا نظام ایسا ہو کہ وہ بادشاہت اور سلطنت معصیت نہ ہو۔ یعنی حکومت احکام شریعت کے اجراء میں اپنی ذہداری کو پورا کر دے۔ اور عند اللہ عاصی نہ ٹھہرے اور راشدہ کے معنی یہ ہیں کہ توفیق ربانی اور تائید آسمانی اس کو اس کو کشاں کشاں رشد اور ہدایت اور حق اور صواب ہی کی طرف لے جائے۔ اور باطل اور جور کی طرف لے جانے سے اس کو روک دے۔ یہ خلافت راشدہ ہے۔“ (خلافت راشدہ ص ۷)

(جاری ہے)

بی اورسی کا کامیاب علاج

45 دن کوئی بڑی مدت تو نہیں

ہیپاٹائٹس

بیرون ملک جانے والے ہزاروں افراد ہومیو پیتھک طریقہ علاج سے 15 سے 45 دن کے درمیان شفایاب ہو کر بیرون ممالک جا چکے ہیں۔ ان کے ہیپاٹائٹس وائرس کی نیگٹو رپورٹس ملک کی نامور لیبارٹریوں سے ملاحظہ کی جاسکتی ہیں ہومیوادیات کے ہوتے ہوئے دل کا بالی پاس کیوں؟

ہومیو پروفیسر ڈاکٹر آر اے امتیاز 259 جسان بلاک، نشتر کالونی فیروز پور روڈ لاہور

Web site: www.imtiazmedicalcomplex.com
E-mail: doctorraimtiz@yahoo.com

042-5813732

4212350

مزید معلومات اور
تفصیلات کے لیے